حافظ زبیر علی زئی

محمد بن سابق التمیمی الکوفی البزاز البغدادی رحمہ اللہ

ابوجعفر یا ابوسعید محمد بن سابق رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۴ھ) کی توثیق درج ذیل علمائے حدیث سے ثابت ہے:

۱) امام بخاری رحمہ اللہ

صحیح بخاری میں محمد بن سابق کی آٹھ (۸) روایات موجود ہیں:

۲۷۸۱، ۲۷۸۲، ۳۵۶۶، ۴۱۸۹، ۴۲۲۸، ۵۱۶۲، ۵۵۷۹، ۶۹۰۸ب

۲) امام مسلم رحمہ اللہ

۱۱۴۲[۲۶۷۹]

۳) امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معین جیسے امام احمد بن عبداللہ العجلی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"**كوفي ثقة**" (التاریخ المشھور بالثقات: ۱۵۹۸)

٤) حافظ ابن حبان نے انھیں کتاب الثقات (۶۱/۹) میں ذکر کیا۔

٥) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

آپ نے محمد بن سابق سے روایات بیان کیں اور آپ (عام طور پر) صرف مقبول (یعنی ثقہ وصدوق) راوی سے ہی روایت بیان کرتے تھے۔

(دیکھئے تہذیب التہذیب ۱۱۴/۹، محمد بن الحسن بن آتش/ نیز دیکھئے التنکیل ۴۲۹/۱ رقم ۱۹۳، محمد بن أعین)

امام احمد نے (کسی شخص سے) فرمایا: "**إذا أردت أبا نعيم فعليك بابن سابق .**"

اگر تم ابونعیم کو چاہتے ہو تو ابن سابق کو لازم پکڑ لو۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۲۸۳/۷ وسندہ صحیح)

٦) امام ترمذی رحمہ اللہ نے محمد بن سابق کی بیان کردہ ایک روایت کو "حسن غریب" کہا۔ (ح ۱۹۷۷)

۷) ابوعوانہ الاسفرائینی رحمہ اللہ نے المستخرج میں اُن سے روایات بیان کیں۔

۸) حاکم نیشاپوری نے اُن کی بیان کردہ ایک حدیث کو ''**صحیح الإسناد**'' کہا اور حافظ ذہبی نے اُن کی موافقت کی۔ (المستدرک ۲/۵۴۰ ح ۳۹۸۷)

۹) حسین بن مسعود البغوی نے اُن کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں فرمایا:

''**هذا حديث صحيح**'' (شرح السنۃ ۹/۴۹ ح ۲۲۶۷)

۱۰) حافظ ذہبی نے فرمایا: ''**وهو ثقة عندي**''

اور وہ میرے نزدیک ثقہ ہیں۔ (میزان الاعتدال ۳/۵۵۵ ت ۷۵۶۸)

نیز ''**صح**'' کی رمز کے ساتھ اشارہ کیا کہ عمل اُن کی توثیق پر ہی ہے یعنی اُن پر جرح مردود ہے۔

حافظ ذہبی نے محمد بن سابق کی بیان کردہ ایک حدیث کو صحیح قرار دیا۔ (دیکھئے فقرہ سابقہ: ۸)

۱۱) حافظ ابن عبدالبر نے اُن کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں فرمایا:

''**هذا حديث حسن صحيح ثابت ...**'' (التمہید ۳/۱۶۵)

۱۲) ابن القطان الفاسی المغربی نے محمد بن سابق کے بارے میں جرح و تعدیل نقل کر کے لکھا: ''**فالحديث من أجله حسن**'' پس اُن کی وجہ سے (یہ) حدیث حسن ہے۔

(بیان الوہم والایہام ۵/۳۰۱ رقم ۲۴۸۹)

۱۳) ابو نعیم الاصبہانی نے المستخرج میں اُن سے روایت بیان کی۔ (۳/۲۱۸ ح ۲۵۹۲)

۱٤) حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: ''**صدوق**'' (تقریب التہذیب: ۵۸۹۷)

۱۵) یعقوب بن سفیان الفارسی نے محمد بن سابق سے روایت بیان کی۔

(المعرفۃ والتاریخ ۳/۱۴۵، تاریخ بغداد ۱۲/۳۱۱ ت ۶۷۵۳، دیکھئے طلیعۃ التنکیل ص ۲۴)

☆ ابن عقدہ رافضی نے محمد بن صالح کیلجہ سے محمد بن سابق کے بارے میں نقل کیا۔

''**كان خيارًا لابأس به**'' (تہذیب التہذیب ۹/۱۷۵، تاریخ بغداد ۵/۳۴۰ ت ۲۸۵۸)

یہ روایت ثابت نہ ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

☆ کہا جاتا ہے کہ امام نسائی نے فرمایا: ''**ليس به بأس**''

(تاریخ بغداد ۵/ ۳۴۰، تہذیب التہذیب ۹/ ۱۷۵)

یہ روایت بھی عبدالکریم بن الامام النسائی کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

☆ یعقوب بن شیبہ نے فرمایا: " **كان شيخًا صدوقًا ثقة و ليس ممن يوصف الضبط للحديث** " وہ شیخ صدوق ثقہ تھے اور ان میں سے نہیں جنھیں ضبطِ حدیث کے ساتھ موصوف قرار دیا جاتا ہے۔ (تاریخ بغداد ۵/ ۳۴۰، دوسرا نسخہ ۳/ ۲۹۶ واللفظ لہ)

اس عبارت سے دو باتیں ظاہر ہیں:

۱: وہ یعقوب بن شیبہ کے نزدیک صدوق حسن الحدیث راوی ہیں۔

۲: ان کا ضبطِ حدیث امام مالک وغیرہ ثقات متقنین کی طرح نہیں تھا۔

اگر اس قول کو جرح پر محمول کیا جائے تو یہ دو وجہ سے مردود ہے:

۱: جمہور کی توثیق کے مقابلے میں بعض کی جرح مردود ہوتی ہے۔

۲: یہ قول باہم متناقض و متعارض ہو کر ساقط ہے۔

۱۶) ابن حزم نے ان کی بیان کردہ ایک حدیث ذکر کر کے فرمایا:" **فهذا هو الذي لا يجوز خلافه لصحته و لأنه لو صحت تلك الأخبار لكان هذا زائدًا عليها و زيادة العدل لا يجوز ردها** "

پس یہ ایسی صحیح بات ہے جس کی مخالفت جائز نہیں، کیونکہ اگر وہ روایتیں صحیح ہوں تو یہ ان پر زیادت (اضافہ) ہے اور عادل راوی کی زیادت کو رد کرنا جائز نہیں۔ (المحلی ۷/ ۳۳۱ مسئلہ ۹۵۰)

اب جمِ غفیر کی اس توثیق کے مقابلے میں جرح کے حوالے درج ذیل ہیں:

۱) یحییٰ بن معین نے فرمایا: **ضعيف** (کتاب الجرح والتعدیل ۷/ ۲۸۳ ت ۱۵۲۸)

☆ ابو حاتم الرازی نے فرمایا:" **يكتب حديثه و لا يحتج به** " (تہذیب التہذیب ۹/ ۱۷۵، التنکیل للیمانی المعلمی تحریر عبدالرزاق بن عبدالشکور دَل مطبوعہ دعوت اہل حدیث عدد ۱۴۴ ص ۳۰)

یہ جرح باسند صحیح امام ابو حاتم سے نہیں ملی اور عبدالرزاق صاحب سے مطالبہ ہے کہ وہ اس کا صحیح و مستند حوالہ پیش کریں۔

۲) حافظ ابن الجوزی نے کہا:'' **ضعیف** '' (کتاب الضعفاء والمتروکین ۳/۶۲ ت ۲۹۹۹)

دوسری جگہ خود ابن الجوزی نے فرمایا:'' **و علٰی هذا الأكثرون في توثيقه**''

اور اس پر، اکثریت نے اس کی توثیق کی ہے۔ (المنتظم ۱۰/۲۶۰ ت ۱۲۰۶)

ظاہر ہے کہ اکثریت یعنی جمہور کے مقابلے میں ابن الجوزی کی جرح کون مانتا ہے؟

صحیح مسلم کی بسم اللہ بالسر والی حدیث کو معلول یعنی ضعیف قرار دینے والے عبدالرزاق دَل صاحب نے امام ابوحاتم کی طرف منسوب قول کی بنیاد پر لکھا ہے:

''یعنی: محمد بن سابق کی متفرد روایت مردود ہے...'' (دعوت اہل حدیث: ۱۴۴ص ۳۰)

اس کا جواب سبحان اللہ اور انا للہ کے سوا صرف یہی ہوسکتا ہے کہ دَل صاحب کی مذکورہ بات جمہور محدثین کی توثیق کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

دَل صاحب کے مذکورہ مضمون کا جواب یعنی صحیح مسلم کی حدیث کا زبردست دفاع جناب ابوعمر کاشف سلفی صاحب نے لکھا ہے، جو تقریباً تین ماہ سے دعوت اہل حدیث کے مدیر منتظم کے پاس موجود ہے اور شائع ہونے کا منتظر ہے۔

دَل صاحب کا طرزِ عمل اور منہج ایسا ہی ہے جیسا کہ البانی صاحب نے اپنے آخری دور میں بھی (سلسلہ ضعیفہ کی چودھویں جلد میں) صحیح بخاری کی کئی احادیث کو ضعیف و منکر قرار دیا اور ارشاد الحق اثری صاحب کے'' فاضل بھائی'' محمد خبیب احمد فیصل آبادی نے صحیح مسلم کی ایک حدیث پر حملہ کرنے کے بعد لکھا:''عرض ہے کہ یہ زیادت حسن لغیرہ کے درجے تک بھی نہیں پہنچتی، کیونکہ ایسی حدیث حسن لغیرہ قرار پاتی ہے، جس میں ضعف شدید نہ ہو اور قرائن بھی اس کی صحت پر دلالت کریں۔'' (مقالات اثریہ ص ۴۱۱)

ظاہر ہے کہ ضعف شدید اور قرائن کا ترازو خبیب صاحب نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے، لہٰذا صحیح مسلم کا دفاع کرنے والوں کو کنارے لگانے کی کوششیں جاری ہیں۔ سبحان اللہ!

صحیح مسلم کی صحیح و ثابت حدیث ان لوگوں کے نزدیک حسن لغیرہ کے درجے تک بھی نہیں پہنچتی (!!!) لیکن دوسری طرف یہی لوگ ضعیف و مردود روایات کو حسن لغیرہ کی چھتری

تلے حجت تسلیم کرانے پر تلے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ!

صحیح مسلم کی اس حدیث کا دفاع ہم کافی عرصہ پہلے کر چکے ہیں، جو مفصل مضمون کی صورت میں ہماری کتاب: تحقیقی مقالات (۲/ ۲۲۹ تا ۲۶۵) میں موجود ہے۔ والحمدللہ

ان لوگوں کا منہج درج ذیل باتوں پر مشتمل ہے:

۱: صحیح بخاری میں ضعیف ومنکر روایات بھی موجود ہیں، جیسا کہ البانی صاحب کا حوالہ گزر چکا ہے۔

۲: صحیح مسلم میں ضعیف ومعلول روایات بھی موجود ہیں، جیسا کہ خبیب اور عبدالرزاق دَل صاحبان کی نرالی ''تحقیقات'' ہیں۔

۳: مرضی کے مدلسین کی معنعن روایات بھی صحیح وحجت ہیں۔

۴: جب مرضی ہو تو ضعیف + ضعیف کو حسن لغیرہ قرار دے کر حجت بنانا جائز ہے۔

۵: صحیحین کے محتج بہا راویوں کی منفرد روایات مردود ہو سکتی ہیں۔!!!

دَل صاحب نے مذکورہ صفحے پر ہی شیخ معلّمی کے مقابلے میں شیخ البانی کی عبارت پیش کی ہے، لہٰذا عرض ہے کہ شیخ البانی نے محمد بن سابق کے بارے میں لکھا ہے:

'' **فمثله حسن الحديث علی أقل الأحوال** '' پس اس جیسے راوی کم از کم طور پر حسن الحدیث ہوتے ہیں۔ (السلسلۃ الصحیحۃ ۱/ ۶۳۵ ح ۳۲۰)

نیز فرمایا: '' **أضف إلی ذلك أن الشيخين قد احتجا به** ''اس کے ساتھ یہ بھی اضافہ کر لیں کہ بخاری ومسلم نے ان (محمد بن سابق) سے بطورِ حجت استدلال کیا ہے۔

(ایضاً ص ۶۳۵)

بلکہ بعد میں البانی صاحب نے ابن سابق مذکور کو ثقہ قرار دیا اور ان کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں فرمایا: '' **و هذا إسناد صحيح** ''

اور سیوطی سے نقل کیا: '' **سنده جيد** '' (الصحیحہ ۷/ ۲۳۴ ح ۳۰۸۸)

☆ امام علی بن المدینی سے مروی ہے کہ انھوں نے '' **الأعمش عن إبراهيم عن**

علقمة '' کی سند والی ایک روایت کو منکر قرار دیا، جسے محمد بن سابق نے بیان کیا۔

(تاریخ بغداد ۳۳۹/۵)

اس روایت کی سند میں احمد بن عبدالملک القطان (ان پڑھ) کی توثیق مطلوب ہے، نیز اعمش اور ابراہیم نخعی مدلسین کے عنعنہ میں بھی نظر ہے۔

خلاصۃ التحقیق: جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے محمد بن سابق ثقہ وصدوق راوی ہیں اور ان کی منفرد روایت صحیح لذاتہ یا حسن لذاتہ ہوتی ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عبدالرزاق دَل صاحب نے ''عون الصبور علی حجیۃ الحسن المجبور'' (!!!) کے نام سے ضعیف + ضعیف = حسن لغیرہ کا جو بیت العنکبوت بنا اور چودھویں صدی کے شیخ معلّمی کو اپنا موافق ثابت کرنے کی کوشش کی، وہ سارا تانا بانا فنا ہوا، کیونکہ یہ ضعیف + ضعیف کا مسئلہ نہیں بلکہ ضعیف + ثقہ وصدوق نیز ضعیف + صحیح بخاری کا مسئلہ ہے اور شیخ معلّمی کا استدلال مشرکین کے سوال جواب سے نہیں بلکہ **لیس کمثله شيءٌ** ، **الواحد** اور **الصمد** سے ہے۔ (دیکھئے مجموعہ رسائل معلّمی ج ۱۱ ص ۴۲۴، ۴۴۰)

اور اگر کھینچ تان کر اس بات کو ثابت کرنے کی بھی کوشش کر لی جائے تو یہ متقدمین کا منہج نہیں بلکہ متأخرین کا اپنی بعض پسندیدہ روایات کے بارے میں طرزِ عمل ہے۔

رہا ان غیر صریح اقوال کا مسئلہ جو کہ دَل صاحب اور خبیب صاحب نے متقدمین سے کشید کرنے کی کوشش کی ہے، ان کے زبردست رد کے لئے محترم حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ کے مضمون (مقالہ حسن لغیرہ پر ایک نظر) کا مطالعہ مفید رہے گا۔ ان شاء اللہ

اس مضمون کی پہلی قسط ماہنامہ اشاعۃ الحدیث حضرو (شمارہ نمبر ۱۰۶) میں شائع ہو چکی ہے۔

آخر میں تین اہم باتیں پیشِ خدمت ہیں:

۱: یہ بالکل صحیح ہے کہ راقم الحروف نے شیخ معلّمی رحمہ اللہ کی کتابوں سے بہت فائدہ اٹھایا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں ان کی ہر بات سے متفق ہوں، مثلاً شیخ معلّمی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ امام عجلی متساہل تھے۔!!

جبکہ امام عباس بن محمد الدوری رحمہ اللہ نے امام عجلی کے بارے میں فرمایا: ہم انھیں احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین جیسا سمجھتے تھے۔ (تاریخ بغداد ۴/۲۱۴)

تفصیل کے لئے دیکھئے تحقیقی مقالات (ج ۳ ص ۳۵۱۔۳۵۳، ۵/ ۱۳۹)

لہٰذا شیخ معلّمی کا امام عجلی کو متساہل قرار دینا غلط ہے۔

دوسری مثال کے طور پر عرض ہے کہ شیخ معلّمی نے ترکِ رفع یدین کی ایک روایت پر درج ذیل الفاظ میں جرح کی:

"لكن هناك علل : الأولى :أن سفيان يدلس ولم أر في شيءٍ من طرق هذا الحديث عنه تصريحه بالسماع."

لیکن اس روایت میں (کئی) علتیں ہیں:

اول: سفیان (ثوری) تدلیس کرتے تھے اور مجھے اس روایت کی کسی سند میں بھی ان کے سماع کی تصریح نہیں ملی۔ (التنکیل ۲/۲۰)

ظاہر ہے کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کی معنعن روایات کو سینے سے لگانے والوں اور انھیں طبقۂ ثانیہ کا مدلس باور کرانے والوں کے نزدیک معلّمی کی مذکورہ بالا علت صحیح نہیں، یعنی یہ لوگ بھی ہر مسئلے میں شیخ معلّمی سے متفق نہیں ہیں۔

کیا دَلصاحب شیخ معلّمی جیسے کسی امتی عالم کا نام بتا سکتے ہیں جس کے ہر قول و فعل سے وہ متفق ہیں؟! اگر نہیں تو پھر ایسی بات کرنے کا کیا فائدہ جس پر خود اُن اپنا عمل بھی نہیں۔

۲: ایک قول جو حافظ ابن حجر نے حافظ ابن القطان (کی کتاب) سے نقل کیا، وہ ابن القطان کی اصل کتاب میں نہیں ملا، اس کے بارے میں دَلصاحب نے لکھا ہے: "پہلی بات یہ قول ابن القطان کی کتاب بیان الوہم والا یہام میں کئی علماء کو نہیں ملا۔ جس کی وضاحت شیخ زبیر علی زئی نے بھی اپنے مقالات (۴/ ۵۷۹) میں کی ہے۔" (دعوت اہل حدیث: ۱۴۴ ص ۳۲)

اس سے یہی ظاہر ہے کہ دَلصاحب بھی غیر ثابت اقوال سے استدلال کے قائل نہیں، لہٰذا عرض ہے کہ آپ نے شیخ معلّمی پر اعتماد کر کے صحیحین کے راوی محمد بن سابق پر امام ابوحاتم

کی جرح نقل کر دی اور پھر اس پر اعتماد کرتے ہوئے اتنا بڑا دعویٰ کر دیا کہ

''یعنی: محمد بن سابق کی متفرد روایت مردود ہے''

گزارش ہے کہ امام ابوحاتم کی اصل کتاب یا اُن تک صحیح سند سے مذکورہ قول پیش کریں۔ اگر دَلصاحب کہیں کہ میں نے تو یہ قول صرف نقل کیا ہے، تو عرض ہے کہ صرف نقل نہیں بلکہ آپ نے اس کی بنیاد پر جمہور کے نزدیک ایک زبردست ثقہ راوی کی متفرد (یعنی منفرد) روایت کو مردود قرار دیا ہے، لہٰذا آپ پر یہ ضروری ہے کہ سب سے پہلے اس قول کو ثابت کریں، ورنہ اس کا ردشائع کریں۔

بغیر تحقیق کے سنے سنائے اقوال سے استدلال کرنا اہلِ تحقیق کی شان سے بعید ہے۔ علمی تحقیقات میں خیالی پلاؤ اور ہوائی فائر نہیں چلتے بلکہ مضبوط دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔

۳: دَلصاحب نے متأخرین میں سے ایک عالم ابن الصلاح کو ''شیخ مصطلح امام الرجال'' کا لقب بھی عطا فرمایا ہے۔ (رسالہ مذکورہ ص ۳۳)

لہٰذا عرض ہے کہ ابن الصلاح (تقلیدی) نے عامی (مقلد) کے بارے میں لکھا ہے:

''فإن كان شافعياً لم يكن له أن يستفتي حنفياً ولا يخالف إمامه''

پس اگر وہ شافعی ہے تو اسے حنفی سے مسئلہ نہیں پوچھنا چاہئے اور اپنے امام کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔ (ادب المفتی والمستفتی ص ۸۷ مکتبہ شاملہ)

ابن الصلاح کے بارے میں اور بھی کئی باتیں ہیں، مثلاً کسی محقق کا سابقہ محدثین کے حوالے کے بغیر حدیث کو صحیح کہنا اور مذاہب اربعہ سے خروج۔!

ظاہر ہے کہ ساتویں صدی ہجری کے حافظ ابن الصلاح کی ہر بات سے متفق ہونا بھی ضروری نہیں۔

تنبیہ: ضعیف + ضعیف والی نام نہاد ''حسن لغیرہ'' روایت کے حجت نہ ہونے پر راقم الحروف کے تین تحقیقی مضامین کے لئے دیکھئے علمی مقالات (۴/ ۵۷۰-۵۸۴، ۵/ ۱۷۳-۱۹۵)

[۲۲/ جون ۲۰۱۳ء]